مولای صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک خیر الخلق کلهم

# درسِ حدیث

استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حامد میاں رحمہ اللہ کے زیرِ اہتمام ہر اتوار کو نمازِ مغرب کے بعد جامعہ مدنیہ میں "مجلسِ ذکر" منعقد ہوتی تھی۔ ذکر سے فارغ ہو کر حضرت رحمہ اللہ حدیث شریف کا درس بھی دیا کرتے تھے۔ ذکر و بیان کی یہ مبارک اور رُوح پرور محفل کس قدر جاذب و پُرکشش ہوتی تھی الفاظ اس کی تعبیر سے قاصر ہیں۔

محترم الحاج محمود احمد عارف کی خواہش و فرمائش پر عزیز بھائی شاہد صاحب سلمہٗ نے حضرت شیخ الحدیث قدس سرہٗ کے بہت سے دروس ٹیپ ریکارڈر کے ذریعہ محفوظ کر لیے تھے اور پھر دروس والی تمام کیسٹیں انہوں نے مولانا سید محمود میاں صاحب کو عطا کر دیں۔

ہماری دعا ہے کہ جن کی مہربانی، توجہ اور سعی سے یہ انمول علمی جواہر ریزے ہمارے ہاتھ لگے، حق تعالیٰ اُن سب کو بیش از بیش اَجر سے نوازے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ قیمتی لؤلؤ لالا "انوارِ مدینہ" کے ذریعہ حضرت رحمہ اللہ کے مریدین و احباب تک قسط وار پہنچاتے رہیں گے۔

واضح رہے کہ حضرت کے خلفِ اکبر اور جانشین حضرت مولانا سید رشید میاں صاحب کے زیرِ اہتمام ذکر و درس کا یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ اَب بھی جاری ہے۔

ہنوز آں ابرِ رحمت در فشاں است — خم و خمخانہ با مہر و نشان است

## کیسٹ نمبر ۲۲ سائیڈ بی ۱۹۸۳-۷-۱۵ء

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امابعد! عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ [1]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: (دنیا و آخرت میں قرابت و مرتبہ میں اور دینی مددگار ہونے کے اعتبار سے) تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۶۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مناقب کا ذکر تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں، اُنھی سے گفتگو کے دوران فرمایا "اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی" تم ایسے ہو میرے لیے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لیے حضرت ہارون (علیہ السّلام) تھے، لیکن حضرت ہارون نبی تھے "اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" میرے بعد نبی کوئی نہیں آنے والا اس واسطے یہ ہے کہ تم نبی نہیں ہو ہاں میرا اور تمہارا تعلق اس طرح کا ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور حضرت ہارون علیہ السّلام کا تھا، دونوں بھائی تھے دونوں ایک دوسرے کے مُؤَیِّد تھے، لیکن دونوں نبی تھے، تم نبی نہیں ہو۔

ایسے ہُوا تھا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہ وسلّم نے وفات سے تقریباً ڈیڑھ سال پیشتر ایک غزوہ فرمایا اور لشکر لے کر آپ گئے تبوک، تبوک کا فاصلہ مدینہ منورہ سے سات سو کلومیٹر کے قریب ہے اِس کا قصہ بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے، وہ (قصّہ) یہ ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بادشاہوں کو اسلام کی طرف دعوت نامے بھیجے کہ اسلام قبول کرلو، اِن دعوت ناموں پر کچھ جگہ کے ایک دو آدمی تو مُسلمان ہُوئے باقی ایک نے گستاخی کی وہ کِسریٰ تھا ایران اور عراق کے کچھ حصّہ کا بادشاہ، اِس نے نامۂ مُبارک چاک کر دیا اِس کی اطّلاع رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کو ہُوئی تو آپ نے فرمایا اس کی سلطنت بھی پارہ پارہ ہوجائے گی، اُس کی سلطنت سچ مچ پارہ پارہ ہوگئی اور اُن بادشاہوں میں خود شاہی خاندان میں اتنی گڑبڑ ہوئی کہ ایک دوسرے کو قتل کیا یہاں تک کہ اُن کو بادشاہ کے تخت پر بٹھانے کے لیے کوئی مرد نہ ملا خاندان میں، ایک لڑکی کو اُنھوں نے ملکہ بنایا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا تھا۔ "لن یَّفلَحَ قَوْمٌ" وہ قوم ہرگز فلح نہیں پا سکتی اور دوسرے کلمات یہ بھی ہیں "کَیْفَ یَفْلَحُ قَوْمٌ" وہ قوم کیسے فلح پائے گی "وَلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَأَةً" جنھوں نے اپنا سارا کام ایک عورت کے سپرد کر دیا ہو یہ چیز رسول اللہ صلّی اللہ علیہ والہٖ وسلّم کی درست ثابت ہُوئی۔ اسی طرح ہوتا گیا وہ تباہ ہو گئے۔ اور مسلمانوں کے ہاتھوں وہ علاقہ فتح ہُوا۔ اور خدا کی شان ہے کہ وہ والا نامہ جو اُس نے چاک کیا تھا وہ محفوظ رہا۔ اب بھی محفوظ ہے۔ ابھی وہ خریدا ہے کسی نے زید بن سلطان نے یا کسی اور نے، وہ خریدا ہے اور محفوظ

رکھا ہے اپنے پاس، یہ اللہ کی قدرت ہے کہ جو چیز اُس نے (بادشاہِ کسریٰ نے) چاہی کہ ختم کر دے وہ قائم رہی، پھٹنے کے بعد بھی چاک ہونے کے بعد بھی قائم رہی اور خود اس کی سلطنت پارہ پارہ ہوگئی۔

کچھ ایسا لگتا ہے کہ شاہ ایران جو تھا اُس نے بھی یہ کیا تھا۔ یحییٰ خان بھی اُس میں گیا ہوا تھا جشن منایا تھا ڈھائی ہزار سال پُرانا اِس کو جو بادشاہت ملی تھی وہ اسلامی دور میں ملی تھی اِس شاہِ ایران کی بادشاہت تو اسلام کی وجہ سے ہوتی تھی نہ اُن باپ دادا کی وجہ سے جو مرچکے تھے کُفر میں مرچکے تھے، اس نے تعلق اُن سے جوڑا جشن منایا اور اسلام سے توڑا۔ ایک طرح سے، خُدا نے اسے ختم کر دیا، ایسا ختم ہوا کہ رُوئے زمین پر اُس کے لیے جگہ تنگ ہوگئی کہیں اسے جگہ نہیں ملتی تھی کہ ٹھہر سکے، تو اُس کا تو یہ ہوا۔

اِدھر شام کا بادشاہ تھا۔ (شام کی سرحد براہِ راست ملتی ہے عرب سے، اُردن کا حصّہ یہ براہِ راست ملتا ہے) اِس کو جب والانامہ پہنچا تو اس نے بڑی تعظیم کی، پڑھا ترجمہ کرایا۔ ہر چیز کے بارے میں گفتگو کی اور تمام چیزوں کو تسلیم کیا پھر اپنی قوم کے جو سردار تھے مُلک کے جیسے کہ اُس کے وزراء اور اس کے مصاحبین، ہم نشین اور اُس کے مشیر، اِن سب کو دعوت دی اسلام قبول کرنے کی کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارا ملک ثابت رہے تو پھر اِس نبی کے ہاتھ پر بیعت کرلو فَتُبَايِعُوْا هٰذَا النَّبِيَّ انھوں نے واک آؤٹ کر دیا۔ حَاصُوْا حَاصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ جیسے گدھے بھاگتے ہیں ایسے اُٹھ کر بھاگ گئے۔ بھاگ کھڑے ہوئے لیکن دروازے سارے بند کرا دیے تھے اُس نے، تاکہ کہیں یہ نہ ہو کہ یہ نکل جائیں اور مجھے دوبارہ اِنھیں بُلانا پڑے اور یہ بات میری اور یہ جو گفتگو ہوئی ہے باہر نکل جائے اور پھر اور جگہ پھیل جائے تو پھر تدبیر کرنی مشکل ہوگی۔ اُس نے اُنھیں پابند کرلیا تھا۔ دروازے بند کرا دیے تھے دروازے بند تھے مجبور ہو گئے پھر بیٹھ گئے (یہ واک آؤٹ کا سلسلہ بھی پُرانا ہے) پھر بادشاہ نے کہا کہ یہ مَیں نے تمہیں آزمانے کے لیے کہا تھا۔ تم کو میں دیکھنا چاہتا تھا۔ اِخْتَبَرْتُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ میں آزمانا چاہتا تھا کہ شدت مضبوطی کتنی ہے تمہاری اپنے دین پر تو وہ میں نے آزمالی یہ لوگ خوش ہوگئے۔ خوشی میں وہ تعظیم بجالاتے

اب تو یہی کہا جائے گا کہ تعظیم بجا لاتے۔ آداب بجالاتے عربی میں ہے حدیث میں ہے۔ سجدوا لہ رضی اللہ عنہ سجدہ کرلیا اُس کو اور خوش ہوگئے، اب یا تو سجدہ کرتے تھے یا رکوع کرتے تھے یا جھکتے تھے جو صورت بھی تھی سجدہ سے تعبیر فرمایا گیا اُس کو، کہیں کہیں رکوع کے لیے سجدہ کا لفظ بولا گیا مُراد رکوع لیا گیا تو جو بھی اُس طرح طریقہ تھا اُس دور کا وہ اُنھوں نے کیا اور شاید سجدہ ہی کیا۔ کیونکہ ایک صحابی نے اجازت بھی چاہی تھی کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرمادیا کہ نہیں، سجدہ، تو صرف اللہ کے لیے ہے وہ صحابی چاہتے تھے کہ جب بادشاہوں کو سجدہ ہوتا ہے تو ہم آپ کو کیوں نہ کریں سجدہ، آپ تو نبی بھی ہیں اُن لوگوں کے لیے اُن کا بادشاہ جتنا ہے اُس سے بہت زیادہ آپ ہمارے لیے ہیں ہم کیوں نہ کریں ؟ تو آپ نے منع فرمادیا کہ سجدہ تو صرف اللہ کی ذات کے لیے ہوتا ہے اور اگر میں کسی کو اجازت دیتا کہ سجدہ کرے تو عورت کو اجازت دیتا کہ شوہر کو کرے، یعنی آپ نے ایک تعظیم کا دروازہ کھول دیا کہ آپس کے تعلقات میں درجہ بندی ملحوظ رہے اور عظمت ملحوظ رہے۔ تعلقات کی خرابی نہ ہو اور شوہر بے جا باتیں بھی کردیتا ہے وہ عورت برداشت کرلے یہ سمجھ کر کہ یہ بڑا ہے۔

تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خلاف ہوگیا وہ بادشاہ، دل سے تو اُس نے مان لیا اور اُس نے دعوت بھی دے لی، لیکن جب اُس نے یہ سمجھا کہ یہ بات میری چلے گی نہیں، مانے گا نہیں تو پھر اُس نے دوسری ترکیبیں شروع کردیں، اُس نے یہ سوچا کہ جو بھی طاقت نئی پیدا ہوتی ہے اُبھرتی ہے تو اُسے مضبوط ہونے سے پہلے اگر ختم کردیا جائے تو وہ پھر دب جاتی ہے، اسی طرح سے یہ عربوں کی ایک طاقت بن رہی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرد جمع ہورہے ہیں تو اِن کو کچل دیا جائے ان کو کچلنے کے لیے اس نے چھیڑ چھاڑ شروع کردی اُس نے ایک لشکر بھیجا مُسلمانوں کو اندازہ نہ ہوا کہ وہ اتنا بڑا ہے یا اتنی طاقت نہیں تھی اُس وقت کہ اتنے بڑے لشکر کے مقابلے میں بڑا لشکر بھیجا جائے تو وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زید کو اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کو حضرت خالد بن ولید کو اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہم اجمعین کو بھیجا

یہ حضرات اُس لشکر میں گئے۔ اس مقام کا نام تھا مُوْتَہ، مُوْتَہ میں جو لڑائی ہوئی اس میں یہ سب حضرات شہید ہو گئے۔ حضرت جعفر طیارؓ، حضرت زیدؓ، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ، اوران سب کے بارے میں آپ نے فرمادیا تھا کہ اِنْ اُصِیْبَ اگر ان کو کوئی چیز پیش آ جائے۔ یعنی زخم لگ جائے۔ بیماری پیش آجائے۔ عذر پیش آجائے یا شہادت پیش آجائے کوئی بھی چیز ہو تو پھر یہ اور اگر اس کو بھی تو پھر وہ پھر تیسرا، تیسرا بھی نام لیا تینوں کے بارے میں فرمادیا تھا کہ اس ترتیب سے تو وہاں بہت سخت لڑائی ہوئی اور اُس میں مسلمانوں نے مقابلہ اس قدر بے جگری سے کیا کہ اس کی مثال مشکل سے ملتی ہے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ اُن کے جسم کے سامنے کا حصّہ ہی زخمی تھا اور اُس پہ نوّے سے زیادہ زخم تھے۔

اور اُن کا جو سردار ہوتا تھا وہی جھنڈا اُٹھاتا تھا اور جو جھنڈا اُٹھاتا تھا اُس پہ حملہ بڑے ہوتے تھے۔ وہ حملوں کا دفاع بھی کرتا تھا اور جھنڈا اُٹھانا بھی ہر آدمی کا کام نہیں ہوتا، کوئی بہادر آدمی ہو جو نمایاں بہادری کا حامل ہو اُسے جھنڈا دیا جاتا تھا اور پھر اُس جھنڈے پر پُورا زور لگتا تھا کہ یہ جھنڈا کسی طرح سے گر جائے اور جھنڈے والے کو مار دیا جائے تاکہ شکست ہو جائے، تو یہی ہُوا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ساتھ لیکن اُنھوں نے بڑی بہادری کی ان کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیا جھنڈا، دوسرا ہاتھ کٹ گیا تو کٹے ہوئے ہاتھوں سے پکڑ لیا، زخم بہت آچکے تھے شہید ہو گئے۔ تینوں آدمیوں کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یہ جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا اور ترتیب دی لشکر کو غالباً وہ دن گزر گیا اسی میں، اگلے دن لشکر کو ترتیب دیا تو اس طرح ترتیب دیا اُنھوں نے کہ ہر آدمی کو فاصلہ سے کھڑا کیا ایک صف اگر پہلے دن ہزار فٹ کی تھی تو اگلے دن وہ دو ہزار فٹ کی بن گئی اور دوسری صف کا آدمی اس جگہ آیا جہاں خلا تھا پہلی صف میں، تاکہ صف خالی نظر نہ آئے دُور سے، دُور سے یہ نظر آئے کہ ایک ہی صف تو مجمع اُنھیں دو گنا محسوس ہُوا ایک ترتیب یہ بدلی، اور دوسرے لڑائی سب ہی نے بڑی سخت لڑی۔

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اُس دن نو تلواریں ٹوٹیں۔ ایک تلوار رہی "صفیحۃ یمانیۃ" فرماتے ہیں وہ ٹھیک رہی میرے ہاتھ میں ورنہ تلواریں ٹوٹ گئیں وہ چپٹی تلوار یمنی قسم کی تھی وہ زیادہ مضبوط تھی وہ رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی توجہ بھی ان کی طرف پوری تھی آپ نے بتلایا بھی ایسے کہ یہ شہید ہوگیا، پھر فلاں کو بتایا کہ یہ شہید ہوگیا پھر فرمایا کہ فلاں شہید ہوگیا۔ بتلاتے رہے اُس کو اُسی وقت جس وقت یہ قصہ پیش آرہا تھا، پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جب اِمارت لی ہے تو اُن کا نام تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے نہیں لیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ اللہ کی ایک تلوار ہے، خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے مِنْ غَیْرِ اِمْرَۃٍ بغیر امیر بنائے امیر ہوگئے وہ اور پھر خدا نے فتح دے دی دشمن کو بھاگنا پڑ گیا تو ان کی یہ صف بندی کی ترتیب جو تھی اِس سے وہ (دشمن) یہ سمجھے کہ اُن کو مدد مل گئی کمک پہنچ گئی ہے پیچھے سے اتنا وقت ملا اور اسی میں کمک آگئی کیونکہ اگلے دن وہ زیادہ نظر آئے اُن کو پہلے دن سے اور جائزہ ہر وقت لیا جاتا ہے کہ کتنے ہیں کیسے ہیں؟ فوراً پتہ چل جاتا ہے تو اِنھوں نے یہ کی کارروائی اور کامیابی نصیب ہوگئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے سُنا کہ یہ جو عرب لوگ آباد ہیں شام کی طرف غسّانی قبیلے کے اور وہ عیسائی تھے اُن کو استعمال کیا جا رہا ہے اُن کا لشکر آنے والا ہے حملہ آور ہونے والا ہے۔ وغیرہ ایسی خبریں بھی آتی رہیں پھر یہ اطلاع ملی کہ خود ہِرقُل آرہا ہے اور تبوک جو اُس کی سرحد کا آخری حصّہ بنتا ہے حجازِ مقدس کا شمال اُس جگہ آنے والا ہے اور آگے بڑھ جائے گا۔ وہ خود ساتھ ہے لشکر بہت بڑا سُننے میں آیا ایک لاکھ کا یا تین لاکھ کا، اور بادشاہ جائے تو اتنا لشکر تو ہو ہی جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے پھر اعلان فرمادیا واضح لفظوں میں کہ ہمیں جانا ہے لمبا سفر ہے۔ فلاں جگہ جانا ہے اور یہ پہلی دفعہ ایسے ہُوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے بارے میں اپنا ارادہ کہ مجھے کہاں جانا ہے واضح فرمایا اور ذکر فرمایا ورنہ یہ بتلایا ہی نہیں کرتے تھے کہ ہمیں کدھر جانا ہے بس چلنا ہے جہاد کی غرض سے، کہاں جانا ہے یہ نہیں بتایا کرتے تھے تاکہ دشمن زیادہ تیاری نہ کر سکے

تیار تو سب ہی تھے ہر وقت، جیسے مسلمان تیار ایسے ہی دوسرے بھی تیار اور اُن سے کوئی معاہدہ نہیں تھا اُن سے تو جنگ چھڑی ہوئی تھی جب جس کو موقع ملتا تھا وہ حملہ کرتا تھا جن سے معاہدہ تھا اُن پر کبھی حملہ نہیں کیا بلکہ ایسے ہوا ہے کہ جنھوں نے کبھی کوئی احسان کیا حسنِ سلوک کیا اُن پر بھی کبھی حملہ نہیں کیا، بچایا گیا چھوڑ دیا گیا تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس دفعہ ارادہ فرمایا کہ میں خود جاؤں گا اور اعلان فرما دیا کہ اُس جگہ جانا ہے، ہر آدمی تیاری کر لے اور اتنی تیاری کرے کہ اتنا لمبا سفر ہو سکتا ہے، سات سو کلومیٹر جو ہے عام رفتار سے ایک مہینہ کی چال ہے تو صحابۂ کرام نے بہت بڑی تعداد میں تیاری کی تیس ہزار صحابۂ کرام تیار ہو گئے اور روانہ ہوئے یہ غالباً رجب کی بات ہے۔ رجب ۹ھ پھر رجب ۱۰ھ گزرا ذی الحجہ ۱۰ھ گیا اور محرم ۱۱ھ ہوا اور پھر ربیع الاوّل ۱۱ھ آیا تو اُس میں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم دُنیا سے تشریف لے گئے، تو وفات سے کوئی ڈیڑھ سال قریب پہلے کی یہ بات ہے کہ آپ وہاں تشریف لے گئے، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے تائید تھی ارشاد فرمایا کہ مجھے ایک مہینہ کی مسافت کا رُعب دیا گیا ہے۔ یعنی مجھ سے جو ایک مہینہ کی مسافت پر لوگ ہیں میرے بدخواہ وہ مجھ سے مرعوب رہتے ہیں۔ اسلام کے بدخواہ مذہبِ اسلام کے دُشمن --- ان پر رعب پڑا رہتا ہے۔ حالانکہ ایک مہینہ کی مسافت جو اُن کی ہے وہ بڑی چیز ہے اُس دَور میں بہت بڑی چیز تھی ایک مہینہ کا فاصلہ تو آپ جب تشریف لے گئے تو وہاں کوئی چیز نہیں تھی۔ اس موقع پر (یعنی غزوۂ تبوک میں جاتے وقت) آپ نے یہ کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کافی لمبا سفر ہے تم یہیں رہو۔ گھر میں، گھر والوں کی نگرانی اور خیال یہ بھی تو ایک کام ہے اس لیے آپ نے اُنھیں یہاں چھوڑا۔ کسی نے کہا کہ یہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ ناراضگی ہے جو اُنھیں چھوڑ گئے اور پھر اِن کو خیال آیا کہ میں عورتوں اور بچوں میں رہوں یہ تو کچھ ٹھیک نہیں، جاؤں جہاد کروں تو بہتر ہے ساتھ، تو یہ پیچھے سے پہنچ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں اور یہ عرض کیا کہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو تسلّی دی اور تسلّی کے جو کلمات تھے وہ اُن کی فضیلت کے کلمات بن گئے، وہ کلمات یہ ہیں: "اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰی" تم ایسے

ہو میرے لیے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لیے حضرت ہارون علیہ السّلام تھے سوائے اس کے کہ وہ نبی تھے۔ "اِلَّا اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" میرے بعد نبی کوئی آنے والا نہیں ہے اور یہی نقل فرمارہے ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

بعض لوگوں نے کہا یعنی شیعوں نے کہ یہ دلیل ہے اس کی کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی جانشینی کا حق حضرت علیؓ ہی کو تھا کیونکہ حضرت ہارون حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے جانشین ہوئے انھوں نے یہ استدلال کیا اِس حدیث سے، باقی کسی کو حق نہیں تھا تو اس کا جواب دیا گیا یہ کہ یہ استدلال غلط ہے کیونکہ حضرت ہارون علیہ السّلام حضرت موسی علیہ السّلام کے بعد زندہ نہیں رہے بلکہ اُن کی زندگی ہی میں حضرت ہارون علیہ السّلام کی وفات ہوگئی تھی ——— حضرت موسیٰ علیہ السّلام بعد تک حیات رہے ہیں تو اُن سے تشبیہ دینے سے یہ ہرگز مقصود نہیں ہوسکتا کہ میرے بعد تم میرے جانشین ہوگے۔ کیونکہ حضرت ہارون علیہ السّلام تو بعد میں رہے ہی نہیں پہلے ہی وفات پاگئے تھے۔

دوسری طرف خارجی ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دشمنی رکھتے ہیں انھوں نے کہا کہ اِس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السّلام کو حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اپنی قوم میں اپنا جانشین مقرر کیا اور خود کوہِ طور پر تشریف لے گئے اور اِدھر قوم جو تھی اُس نے عقائد کی بغاوت کردی عقائد میں ہٹ گئے اسلام سے، انھوں نے اپنے لیے بچھڑا بنالیا اور بچھڑے کی عبادت شروع کردی پوجا شروع کردیا، حضرت ہارون علیہ السّلام سمجھاتے رہے کوئی نہ مانا مانے ہوں گے چند ایک آدمی باقی اکثریت جو تھی وہ گڑبڑ ہوگئی، حضرت موسیٰ علیہ السّلام جب آئے تو خفا ہوئے بڑے، اتنے خفا ہوئے کہ توراۃ کی جو تختیاں تھیں اَلْقَی الْاَلْوَاحَ زمین پر پھینک دیں اور اَخَذَ بِرَأْسِ اَخِیْہِ یَجُرُّہٗٓ اِلَیْہِ اُن کے سر کے بال پکڑ لیے اپنی طرف گھسیٹنے لگے انھوں نے کہا "یَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْیَتِیْ وَلَا بِرَاْسِیْ" میرا سر اور ڈاڑھی کیوں پکڑتے ہو۔ یہ نہ پکڑو "اِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَیْنَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِیْ" مجھے تو یہ اندیشہ ہوا تھا اور یہ تو کیا ہے فلاں نے سامری نے، حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اُسے بددعا دی، تو خوارج جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بدخواہ ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ مسلمان قوم تمہارے قابو میں نہیں آئے گی، جیسے حضرت ہارون علیہ السّلام کے

کے قابو میں نہیں آئی تھی۔ اسی طرح تمہارے قابو میں بھی نہیں آئے گی، تو باتیں ساری اِدھر یا اُدھر کی بڑھی ہوئی ہیں حد سے، اعتدال سے بڑھی ہوئی ہیں اصل مقصود جو ہے وہ تو حضرت علی رضؓ کی فضیلت بیان کرنی ہے اور اُنھیں تسلّی دینی ہے اپنا قُرب بیان کرنا ہے رشتے کا بھی قُرب، اور اس بات کا بھی قُرب کہ تم ہمیشہ ساتھ رہے ہو تائید کرتے رہے ہو میری جیسے حضرت ہارون علیہ السّلام ساتھ رہے ہیں اور تائید فرماتے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح عقائد نصیب فرمائے اِن حضرات کی محبّت پر قائم رکھے اور آخرت میں ان کا ساتھ نصیب فرمائے۔

## دُعاءِ صحت کی اپیل

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس نوراللہ مرقدہ کے قدیم اور مخلص رفیق جناب الحاج مبین احمد صاحب مدظلہم کو گزشتہ ماہ فالج کا حملہ ہُوا تب سے صاحبِ فراش ہیں۔ قارئین کرام سے ان کی جلد اور مکمّل تندرستی کے لیے اوقات مقبولیت میں دُعاؤں کی پُرزور درخواست ہے۔

## اعلان

اُن حضرات کو ایک سال کے لیے مفت رسالہ جاری کیا جائے گا۔ جو رسالہ کے سات خریدار بنائیں گے۔

(ادارہ)